2

جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت دیتا ہے۔

وقف جدید کی مالی تحریک میں ۱۲۴ ممالک کے چار لاکھ مخلصین شامل ہو چکے ہیں۔

۹ رجنوری ۲۰۰۴ء بمطابق ۹ رصلح ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن

☆ ......وقف جدید کے نئے مالی سال کا اعلان۔

☆ ......انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت اور برکات۔

☆ ......احمدی احباب وخواتین کی مالی قربانیوں کا جذبہ۔

☆ ......اگر کوئی چار روٹیاں کھاتا ہے تو سلسلہ کے لئے ایک روٹی الگ رکھے۔

☆ ......ایم ٹی اے کے لئے کام کرنے والے وفا کے پتلے ......اور پروگراموں کے متعلق ہدایات۔

تشھد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾ (آل عمران:۹۳)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو دو بڑی تحریکات جاری فرمائی تھیں ان میں سے ایک وقف جدید کی تحریک ہے۔ وقف جدید کا سال یکم جنوری سے شروع ہوتا ہے اور ۳۱/دسمبر کو ختم ہوتا ہے اور ۳۱/دسمبر کے بعد کے خطبے میں عموماً وقف جدید کے نئے سال کا اعلان کیا جاتا ہے اور خطبہ جمعہ میں عموماً جماعت نے جو سال کے دوران مالی قربانی کی ہوتی ہے اس کا ذکر ہوتا ہے۔

۱۹۵۷ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھوں جاری کردہ یہ تحریک زیادہ تر پاکستان کی جماعتوں سے تعلق رکھتی تھی یا کچھ حد تک ہندوستان میں۔ ۱۹۸۵ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو تمام دنیا میں جاری فرما دیا اور بیرونی جماعتوں نے بھی اس کے بعد بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لینا شروع کیا اور قربانیاں دیں۔ آج کے جمعہ سے پہلے بھی ایک جمعہ گزر چکا ہے اس مہینہ میں لیکن چونکہ مختلف ممالک سے رپورٹس آنی ہوتی ہیں تا کہ جائزہ پیش کیا جا سکے اس لئے گزشتہ جمعہ میں اس کا اعلان نہیں ہوا آج اس کا اعلان کیا جائے گا انشاء اللہ۔ لیکن اس جائزے اور اعلان کرنے سے پہلے مَیں مالی قربانیوں کے ضمن میں کچھ عرض کروں گا۔

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم اُن چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو۔ اور تم جو کچھ بھی خرچ

کرتے ہو تو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر بیان کی ہے۔ فرمایا: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾۔

قرآن کریم میں سورۃ بقرہ میں جہاں پہلا رکوع شروع ہوتا ہے وہاں متقی کی نسبت فرمایا ہے ﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ یعنی جو کچھ اللہ نے دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔ یہ تو پہلے رکوع کا ذکر ہے۔ پھر اسی سورۃ میں کئی جگہ انفاق فی سبیل اللہ کی بڑی بڑی تاکیدیں آئی ہیں۔...........پس تم حقیقی نیکی نہیں پا سکو گے جب تک تم مال سے خرچ نہیں کرو گے۔ ﴿مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ کے معنے میرے نزدیک مال ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ﴾ (العادیات:۹) انسان کو مال بہت پیارا ہے۔ پس حقیقی نیکی پانے کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پسندیدہ چیز مال میں سے خرچ کرتے رہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان یکم / و ۸ / جولائی ۱۹۰۹ بحوالہ حقائق الفرقان جلد اول صفحہ ۵۰۰، ۵۰۱)

ایک روایت ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کے حوالے سے یہ حدیث بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ”اے آدم کے بیٹے تُو اپنا خزانہ میرے پاس جمع کر کے مطمئن ہو جا، نہ آگ لگنے کا خطرہ، نہ پانی میں ڈوبنے کا اندیشہ اور نہ کسی چور کی چوری کا ڈر۔ میرے پاس رکھا گیا خزانہ مَیں پورا تجھے دوں گا اس دن جبکہ تُو اس کا سب سے زیادہ محتاج ہوگا“۔ (طبرانی)

دیکھیں کتنا سستا سودا ہے۔ آج اس طرح خزانے جمع کروانے کا کسی کو ادراک ہے، شعور ہے تو صرف احمدی کو ہے۔ وہ جو اللہ تعالیٰ کی اس تعلیم کو سمجھتا ہے کہ ﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ﴾ (البقرہ:۲۷۳) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اللہ میاں کے دینے کے بھی کیا

طریقے ہیں کہ جو اچھا مال بھی تم اس کی راہ میں خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا لوٹائے گا۔ بلکہ دوسری جگہ فرمایا کہ کئی گنا بڑھا کر لوٹایا جائے گا۔ تم سمجھتے ہو کہ پتہ نہیں اس کا بدلہ ملے بھی کہ نہ ملے۔ فرمایا اس کا بدلہ تمہیں ضرور ملے گا بلکہ اس وقت ملے گا جب تمہیں اس کی ضرورت سب سے زیادہ ہوگی، تم اس کے سب سے زیاہ محتاج ہو گے۔ اس لئے یہ وہم دل سے نکال دو کہ تم پر کوئی ظلم ہوگا۔ ہرگز ہرگز تم پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ لوگ دنیا میں رقم رکھنے سے ڈرتے ہیں۔ بینک میں بھی رکھتے ہیں تو اس سوچ میں پڑے رہتے ہیں کہ بینکوں کی پالیسی بدل نہ جائے۔ منافع بھی میرا کم نہ ہو جائے۔ اور بڑی بڑی رقوم ہیں۔ کہیں یہ تحقیق شروع نہ ہو جائے کہ رقم آئی کہاں سے۔ اور فکر اور خوف اس لئے دامن گیر رہتا ہے، اس لئے ہر وقت فکر رہتی ہے کہ یہ جو رقم ہوتی ہے دنیا داروں کی صاف ستھری رقم نہیں ہوتی، پاک رقم نہیں ہوتی بلکہ اکثر اس میں یہی ہوتا ہے کہ غلط طریقے سے کمایا ہوا مال ہے۔ گھروں میں رکھتے ہیں تو فکر کہ کوئی چور چوری نہ کر لے، ڈاکہ نہ پڑ جائے۔ پھر بعض لوگ سود پر قرض دینے والے ہیں۔ کئی سو روپے سود پر قرض دے رہے ہوتے ہیں۔ لیکن چین پھر بھی نہیں ہوتا۔ سندھ میں ایک ایسے ہی شخص کے بارہ میں مجھے کسی نے بتایا کہ غریب اور بھوکے لوگوں کو جو قحط سالی ہوتی ہے۔ لوگ بیچارے آتے ہیں اپنے ساتھ زیور وغیرہ، سونا وغیرہ لاتے ہیں، ایسے سود خوروں سے رقم لے لیتے ہیں، اپنے کھانے پینے کا انتظام کرنے کے لئے اور اس پہ سود پھر اس حد تک زیادہ ہوتا ہے کہ وہ قرض واپس ہی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ سود اتارنا ہی مشکل ہوتا ہے، سود در سود چڑھ رہا ہوتا ہے۔ تو اس طرح وہ سونا جو ہے یا زیور جو ہے وہ اس قرض دینے والے کی ملکیت بنتا چلا جاتا ہے۔ تو ایک ایسا ہی سود خور تھا اور فکر یہ تھی کہ مَیں نے بینک میں بھی نہیں رکھنا۔ تو اپنے گھر میں ہی، اپنے کمرے میں ایک گڑھا کھود کے وہیں اپنا سیف رکھ کے، تجوری میں سارا کچھ رکھا کرتا تھا۔ اور چالیس پچاس کلو تک اس کے پاس سونا اکٹھا ہو گیا تھا۔ اور اس کے اوپر اپنا پلنگ بچھا کر سویا کرتا تھا، خطرے کے پیش نظر کہ کوئی لے ہی نہ

جائے۔ اور سونا کیا تھا کیونکہ سونے کے اوپر تو چارپائی پڑی ہوئی تھی۔ساری رات جاگتا ہی رہتا تھا۔اسی فکر میں ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ فوت ہوگیا۔تو وہ مال تو اس کے کسی کام نہ آیا۔اب اگلے جہان میں اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ کیا کرنا ہے وہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔لیکن ایسے لوگوں کی ضمانت خدا تعالیٰ بہرحال نہیں دے رہا جب کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کی ضمانت ہے کہ تمہیں کیا پتہ تم سے کیا کیا اعمال سرزد ہونے ہیں، کیا کیا غلطیاں اور کوتاہیاں ہو جانی ہیں۔لیکن اگر تم نیک نیتی سے اس کی راہ میں خرچ کرو گے تو یہ ضمانت ہے کہ اعمال کے پلڑے میں جو بھی کمی رہ جائے گی تو چونکہ تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوگا تو کبھی نہیں ہوسکتا کہ تم پر ظلم ہو، اس وقت کمیوں کو اسی طرح پورا کیا جائے گا اور کبھی ظلم نہیں ہوگا۔

اس بارہ میں ایک اور روایت ہے۔حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:’’قیامت کے دن حساب کتاب ختم ہونے تک انفاق فی سبیل اللہ کرنے والا اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے اپنے مال کے سایہ میں رہے گا‘‘۔(مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۱۴۸)

لیکن شرط یہ ہے کہ یہ خرچ کیا ہوا مال پاک مال ہو، پاک کمائی میں سے ہو۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اتنے اجر اگر لینے ہیں اور اپنے مال کے سائے میں رہنا ہے تو گند سے تو اللہ تعالیٰ ایسے اعلیٰ اجر نہیں دیا کرتا۔اور جن کا مال گندہ ہو ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے نہیں ہوتے اور اگر کہیں خرچ کر بھی دیں۔اگر لاکھ روپیہ جیب میں ہے اور ایک روپیہ نکال کر دے بھی دیں گے تو پھر سو آدمیوں کو بتائیں گے کہ مَیں نے یہ نیکی کی ہے۔لیکن نیک لوگ، دین کا درد رکھنے والے لوگ، جن کی کمائی پاک ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور پھر کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ بھی ان کی بڑی قدر کرتا ہے۔جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ:

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایک کھجور بھی پاک

کمائی میں سے اللہ کی راہ میں دی۔ اور اللہ تعالیٰ پاک چیز کو ہی قبول فرماتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کھجور کو دائیں ہاتھ سے قبول فرمائے گا اور اسے بڑھاتا چلا جائے گا یہاں تک کہ وہ پہاڑ جتنی ہو جائے گی۔ جس طرح تم میں سے کوئی اپنے چھوٹے سے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ ایک بڑا جانور بن جاتا ہے۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقة من کسب طیب)

آج جماعت میں ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ان کے بزرگوں نے تکلیفیں اٹھا کر اپنی پاک کمائی میں سے جو قربانیاں کیں اللہ تعالیٰ نے ان کی نسلوں کے اموال ونفوس بے انتہاء برکت ڈالی۔

پھر روایت ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ’’مَیں نے مسجد نبوی کے منبر پر رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا:

’’اے لوگو! جہنم کی آگ سے بچو اگرچہ تمہارے پاس کھجور کا آدھا ہی ٹکڑا ہو، وہی دے کر آگ سے بچو۔ اس لئے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا انسان کی کجی کو درست کرتا ہے۔ بُری موت مرنے سے بچاتا ہے اور بھوکے کا پیٹ بھرتا ہے‘‘۔ (الترغیب و الترھیب)

تو اللہ تعالیٰ کی خاطر کی ہوئی قربانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس دنیا میں بھی راستے سے بھٹکنے سے بچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے شخص سے ایسے اعمال سرزد ہوتے ہیں جن سے اس کا انجام بھی بخیر ہو۔

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا۔ دوسرے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ، دانائی اور علم وحکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا بھی ہے۔ (بخاری کتاب الزکوۃ باب انفاق المال فی حقه)

ایک روایت میں آتا ہے، عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اَلشُّحُّ یعنی بخل سے بچو! یہ بخل ہی ہے جس نے پہلی (قوموں) کو ہلاک کیا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ مطبوعہ بیروت)

الحمدللہ! کہ آج جماعت میں ایسے لاکھوں افراد مل جاتے ہیں جو بخل تو علیحدہ بات ہے اپنے اوپر تنگی وارد کرتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہیں۔ اور بخل کو کبھی بھی اپنے اوپر حاوی نہیں ہونے دیتے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مَیں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وہ اپنا مال صرف اس مال کو نہیں سمجھتا جو اس کے صندوق میں بند ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام خزائن کو اپنے خزائن سمجھتا ہے اور امساک اس سے دُور ہو جاتا ہے (یعنی کنجوسی اس سے دور ہو جاتی ہے) جیسا کہ روشنی سے تاریکی دُور ہو جاتی ہے''۔ (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۴۹۸)

پھر فرمایا: ''قوم کو چاہئے کہ ہر طرح سے اس سلسلہ کی خدمت بجا لاوے۔ مالی طرح پر بھی خدمت کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں چاہئے۔ دیکھو دنیا میں کوئی سلسلہ بغیر چندہ کے نہیں چلتا۔ رسول کریم ﷺ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سب رسولوں کے وقت چندے جمع کئے گئے۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس امر کا خیال ضروری ہے۔ اگر یہ لوگ التزام سے ایک ایک پیسہ بھی سال بھر میں دیویں تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر کوئی ایک پیسہ بھی نہیں دیتا تو اُسے جماعت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے''۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۵۸ الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۳ء)

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صدقہ کرنے کا ارشاد فرماتے تو ہم میں سے کوئی بازار کو جاتا اور وہاں محنت مزدوری کرتا اور اسے اجرت کے طور پر ایک مُد (اناج وغیرہ) ملتا (تو وہ اس میں سے صدقہ

کرتا) اور اب ان کا یہ حال ہے کہ ان میں سے بعض کے پاس ایک ایک لاکھ درہم یا دینار ہے۔
(بخاری کتاب الاجارہ۔ باب من آجر نفسه ليحمل على ظهره ثم تصدق به ....)

اسی سنت کی پیروی کرتے ہوئے آج بھی جماعت میں ایسی مثالیں ملتی ہیں جہاں عورتوں نے بھی سلائی کڑھائی کر کے یا مرغی کے انڈے بیچ کر اپنے استعمال میں لائے بغیر خلیفۂ وقت کی طرف سے کی گئی تحریکات میں حصہ لیا۔ اور اس طرح سے پہلوں سے ملنے کی پیشگوئی کو بھی پورا کیا۔

حضرت خلیفہ اوّلؓ کا واقعہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے بارہ میں لکھا ہے لیکن ہر دفعہ پڑھنے سے ایمان میں ایک تازگی پیدا ہوتی ہے اور قربانی کی ایک نئی روح پیدا ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''اگر مَیں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔ ان کے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں:

''مَیں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیرو مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو مَیں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار براہین کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمائیے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجا لاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کردوں۔ حضرت پیرو مرشد نابکار شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے۔ میرا منشاء ہے کہ براہین کے طبع کا تمام خرچ میرے پر ڈال دیا جائے۔ پھر جو کچھ قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضروریات میں خرچ ہو۔ مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو''۔ (فتح اسلام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۶) ۔ (یعنی پیسے بھی دے رہے ہیں اور فرمایا کہ اس کے بعد جو آمد ہو وہ بھی اسی کام کو جاری رکھنے کے لئے خرچ ہو)۔

پھر حضرت منشی ظفر احمد صاحب کی قربانی کا بھی ایک واقعہ ہے۔آپ بیان کرتے ہیں کہ:

’’ایک دفعہ اوائل زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لدھیانہ میں کسی ضروری تبلیغی اشتہار کے چھپوانے کے لئے ساٹھ روپے کی ضرورت پیش آئی۔اس وقت حضرت صاحب کے پاس اس رقم کا انتظام نہیں تھا اور ضرورت فوری اور سخت تھی۔منشی صاحب کہتے تھے کہ میں اس وقت حضرت صاحب کے پاس لدھیانہ میں اکیلا آیا ہوا تھا۔حضرت صاحب نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ اس وقت یہ اہم ضرورت درپیش ہے۔کیا آپ کی جماعت اس رقم کا انتظام کر سکے گی۔میں نے عرض کیا حضرت انشاء اللہ کر سکے گی۔اور میں جا کر روپے لاتا ہوں۔چنانچہ میں فوراً کپورتھلہ گیا۔اور جماعت کے کسی فرد سے ذکر کرنے کے بغیر اپنی بیوی کا ایک زیور فروخت کر کے ساٹھ روپے حاصل کئے اور حضرت صاحب کی خدمت میں لا کر پیش کر دیئے حضرت صاحب بہت خوش ہوئے اور جماعت کپورتھلہ کو (کیونکہ حضرت صاحب یہی سمجھتے تھے کہ اس رقم کا جماعت نے انتظام کیا ہے) دعا دی۔چند دن کے بعد منشی اروڑا صاحب بھی لدھیانہ گئے تو حضرت صاحب نے ان سے خوشی کے لہجہ میں ذکر فرمایا کہ ’’منشی صاحب اس وقت آپ کی جماعت نے بڑی ضرورت کے وقت امداد کی۔‘‘ منشی صاحب نے حیران ہو کر پوچھا ’’حضرت کون سی امداد؟ مجھے تو کچھ پتہ نہیں‘‘ حضرت صاحب نے فرمایا۔’’یہی جو منشی ظفر احمد صاحب جماعت کپورتھلہ کی طرف سے ساٹھ روپے لائے تھے۔‘‘ منشی صاحب نے کہا ’’حضرت! منشی ظفر احمد صاحب نے مجھ سے تو اس کا کوئی ذکر نہیں کیا اور نہ ہی جماعت سے ذکر کیا۔اور میں ان سے پوچھوں گا کہ ہمیں کیوں نہیں بتایا۔‘‘ اس کے بعد منشی اروڑا صاحب میرے پاس آئے اور سخت ناراضگی میں کہا کہ حضرت صاحب کو ایک ضرورت پیش آئی اور تم نے مجھ سے ذکر نہیں کیا۔میں نے کہا منشی صاحب تھوڑی سی رقم تھی اور میں نے اپنی بیوی کے زیور سے پوری کر دی۔اس میں آپ کی ناراضگی کی کیا بات ہے۔مگر منشی صاحب کا غصہ کم نہ ہوا اور وہ برابر یہی کہتے رہے کہ حضرت صاحب کو ایک ضرورت پیش آئی تھی اور تم نے یہ ظلم کیا کہ مجھے نہیں بتایا۔پھر

منشی اروڑا صاحب چھ ماہ تک مجھ سے ناراض رہے۔ اللہ! اللہ! یہ وہ فدائی لوگ تھے جو حضرت مسیح موعود مہدی معہود کو عطا ہوئے۔ ذرا غور فرمائیں کہ حضرت صاحب جماعت سے امداد طلب فرماتے ہیں مگر ایک اکیلا شخص اور غریب شخص اٹھتا ہے اور جماعت سے ذکر کرنے کے بغیر اپنی بیوی کا زیور فروخت کر کے اس رقم کو پورا کر دیتا ہے۔ اور پھر حضرت صاحب کے سامنے رقم پیش کرتے ہوئے یہ ذکر نہیں کرتا کہ یہ رقم میں دے رہا ہوں یا کہ جماعت۔ تاکہ حضرت صاحب کی دعا ساری جماعت کو پہنچے۔ اور اس کے مقابل پر دوسرا فدائی یہ معلوم کر کے کہ حضرت صاحب کو ایک ضرورت پیش آئی اور میں اس خدمت سے محروم رہا۔ ایسا پیچ و تاب کھاتا ہے کہ اپنے دوست سے چھ ماہ تک ناراض رہتا ہے کہ تم نے حضرت صاحب کی اس ضرورت کا مجھ سے ذکر کیوں نہیں کیا۔

(الفضل ٤ ستمبر ١٩١٤ء بحوالہ اصحاب احمد روایات حضرت منشی ظفراحمد صاحب کپور تھلوی صفحہ ٦١، ٦٢)

اب کوئی دنیا دار ہو تو اس بات پر ناراض ہو جائے کہ تم روز روز مجھ سے پیسے مانگنے آ جاتے ہو۔ لیکن یہاں جنہوں نے اگلے جہان کے لئے اور اپنی نسلوں کی بہتری کے سودے کرنے ہیں ان کی سوچ ہی کچھ اور ہے۔ اس بات پر نہیں ناراض ہو رہے کہ کیوں پیسے مانگ رہے ہو بلکہ اس بات پر ناراض ہو رہے ہیں کہ مجھے قربانی کا موقع کیوں نہیں دیا۔

پھر ایک واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ چوہدری رستم علی صاحب آف مدار ضلع جالندھر کے بارہ میں کہ "وہ کورٹ انسپکٹر تھے ان کی ٨٠ روپے تنخواہ تھی۔ حضرت صاحب کو خاص ضرورت دینی تھی۔ آپ نے ان کو خط لکھا کہ یہ خاص وقت ہے اور چندے کی ضرورت ہے۔ انہی دنوں گورنمنٹ نے حکم جاری کیا کہ جو کورٹ انسپکٹر ہیں وہ انسپکٹر کر دئے جائیں۔ جس پر ان کو نیا گریڈ مل گیا اور جھٹ ان کے ٨٠ روپے سے ١٨٠ روپے ہو گئے۔ اس پر انہوں نے حضرت صاحب کو لکھا کہ ادھر آپ کا خط آیا اور اُدھر ١٨٠ روپے ہو گئے۔ اس لئے یہ اوپر کے سو روپے میرے نہیں ہیں، یہ حضرت صاحب کے طفیل ملے ہیں اس واسطے وہ ہمیشہ سو روپیہ علیحدہ بھیجا کرتے تھے"۔ (روزنامہ 'الفضل'۔ ١٥ رمئی ١٩٢٢ء صفحہ ٢)

پھر ایک واقعہ ہے حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کا۔ ان کا تھوڑا سا تعارف بھی کرا دوں۔ یہ حضرت ام ناصر جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی پہلی بیگم تھیں، ان کے والد تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے نانا ہوئے۔ تو ان کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے لکھا ہے کہ:

''جب انہوں نے ایک دوست سے حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ سنا تو آپ نے سنتے ہی فرمایا کہ اتنے بڑے دعویٰ کا شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا اور آپ نے بہت جلد حضرت مسیح موعود کی بیعت کر لی۔ حضرت مسیح موعود نے ان کا نام اپنے بارہ حواریوں میں لکھا ہے اور ان کی مالی قربانیاں اس حد تک بڑھی ہوئی تھیں کہ حضرت مسیح موعود نے ان کو تحریری سند دی کہ آپ نے سلسلہ کے لئے اس قدر مالی قربانی کی ہے کہ آئندہ آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعود کا وہ زمانہ مجھے یاد ہے جب کہ آپ پر مقدمہ گورداسپور میں ہو رہا تھا اور آپ کو اس میں روپیہ کی ضرورت تھی۔ حضرت صاحب نے دوستوں میں تحریک بھیجی کہ چونکہ اخراجات بڑھ رہے ہیں لنگر خانہ دو جگہ پر ہو گیا ہے۔ ایک قادیان میں اور ایک یہاں گورداسپور میں اور اس کے علاوہ مقدمہ پر بھی خرچ ہو رہا ہے لہٰذا دوست امداد کی طرف توجہ کریں۔ جب حضرت صاحب کی تحریک ڈاکٹر صاحب کو پہنچی تو اتفاق ایسا ہوا کہ اسی دن ان کو تنخواہ قریباً چار سو پچاس روپے ملی تھی۔ وہ ساری کی ساری تنخواہ اسی وقت حضرت صاحب کی خدمت میں بھیج دی۔ ایک دوست نے سوال کیا کہ آپ کچھ گھر کی ضروریات کے لئے رکھ لیتے تو انہوں نے کہا کہ خدا کا مسیح موعود لکھتا ہے کہ دین کے لئے ضرورت ہے تو پھر اور کس کے لئے رکھ سکتا ہوں۔ غرض ڈاکٹر صاحب تو دین کے لئے قربانیوں میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو انہیں روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور انہیں کہنا پڑا کہ اب آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔

(تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۲ء۔ انوارالعلوم جلد ۹ صفحہ ۴۳۰)

اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں کو بھی اسی اخلاص اور وفا کے ساتھ قربانیوں کی توفیق دے۔ ان کی نسلیں اب دنیا کے بہت سے ممالک میں پھیلی ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص اور وفا میں بہت بڑھے ہوئے بھی ہیں، اللہ تعالیٰ مزید بڑھائے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میں یقیناً جانتا ہوں کہ خسارہ کی حالت میں وہ لوگ ہیں جو ریاکاری کے موقعوں میں تو صدہا روپیہ خرچ کریں۔ اور خدا کی راہ میں پیش و پس سوچیں۔ شرم کی بات ہے کہ کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہو کر پھر اپنی خِست اور بخل کو نہ چھوڑے۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ ہر ایک اہل اللہ کے گروہ کو اپنی ابتدائی حالت میں چندوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہمارے نبی ﷺ نے بھی کئی مرتبہ صحابہؓ پر چندے لگائے۔ جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے بڑھ کر رہے...... جو ہمیں مدد دیتے ہیں۔ آخر وہ خدا کی مدد دیکھیں گے۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۱۵۶)

جماعت میں بہت سے خاندان اس بات کے گواہ ہیں کہ ان کے بزرگوں کی ایسی قربانیوں اور مدد کی وجہ سے وہ آج مالی لحاظ سے کہیں کے کہیں پہنچے ہوئے ہیں۔ اگر ہم اپنی نسلوں کو بھی دینی اور دنیاوی لحاظ سے خوشحال دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی چاہئے کہ قربانیوں کے یہ معیار قائم رکھیں اور قائم رکھتے چلے جائیں اور اپنی نسلوں میں بھی اس کی عادت ڈالیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''پانچواں وسیلہ اصل مقصود کے پانے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجاہدہ ٹھیرایا ہے یعنی اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی طاقتوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی عقل کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اس کو ڈھونڈا جائے جیسا کہ وہ فرماتا ہے............ اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنے نفسوں کو مع ان کی تمام طاقتوں کے خدا کی راہ میں خرچ کرو اور جو کچھ ہم نے عقل اور علم اور فہم اور ہنر وغیرہ تم کو دیا ہے وہ سب کچھ خدا کی راہ میں لگاؤ۔ جو لوگ ہماری راہ میں ہر ایک طور سے کوشش بجالاتے ہیں ہم ان کو اپنی راہیں دکھا دیا کرتے ہیں۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۱۸، ۴۱۹)

پھر فرمایا:

''میرے پیارے دوستو! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے سچا جوش

آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے اور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادت ایمان وعرفان کے لئے مجھے عطا کی گئی ہے اس معرفت کی آپ کو اور آپ کی ذرّیت کو نہایت ضرورت ہے۔ سو میں اس لئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموال طیّبہ سے اپنے دینی مہمات کے لئے مدد دیں اور ہر یک شخص جہاں تک خدائے تعالیٰ نے اس کو وسعت وطاقت ومقدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے اور اللہ اور رسول سے اپنے اموال کو مقدّم نہ سمجھے اور پھر میں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعہ سے اُن علوم اور برکات کو ایشیاؔ اور یورپؔ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خداتعالیٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں"۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۵۱۶)

فرماتے ہیں:

"چاہئے کہ ہماری جماعت کا ہر ایک متنفس (یعنی ہر شخص) یہ عہد کرے کہ مَیں اتنا چندہ دیا کروں گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے عہد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت دیتا ہے۔ اس دفعہ تبلیغ کے لئے جو بڑا بھاری سفر کیا جاوے اس میں ایک رجسٹر بھی ہمراہ رکھا جاوے۔ جہاں کوئی بیعت کرنا چاہے اس کا نام اور چندے کا عہد درج رجسٹر کیا جاوے۔

اب یہ بات پہلے دن سے ہی نومبایعین کو سمجھا دینی چاہئے۔ شروع میں اگر وہ باشرح چندہ عام وغیرہ نہیں دیتے یا نہیں دے سکتے تو کسی تحریک میں مثلاً وقف جدید میں یا تحریک جدید میں چندہ لیں، پھر آہستہ آہستہ ان کو عادت پڑ جائے گی اور پھر ان کو بھی چندوں کی ادائیگی میں مزا آنے لگے گا اور ایک فکر پیدا ہوگی۔ جیسا کہ ہم میں سے بہت سے ہیں جن کو فکر ہوتی ہے، بہت سارے لوگ خطوں میں لکھتے ہیں کہ بڑی فکر ہے ہم نے اتنا وعدہ کیا ہوا ہے وقف جدید کے چندے کا یا تحریک جدید کے چندے کا اور پورا کرنا ہے، وقت گزر رہا ہے، دعا کریں پورا ہو جائے۔ تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ ہمدردی ہمیں نومبایعین سے بھی ہونی چاہئے اور ان کو بھی چندوں کی عادت ڈالنی چاہئے۔

پھر فرمایا: کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو اس بات کا علم نہیں کہ چندہ بھی جمع ہوتا ہے۔ایسے لوگوں کو سمجھانا چاہئے کہ اگر تم سچا تعلق رکھتے ہو تو خدا تعالیٰ سے پکا عہد کر لو کہ اس قدر چندہ ضرور دیا کروں گا اور ناواقف لوگوں کو یہ بھی سمجھایا جاوے کہ وہ پوری تابعداری کریں۔اگر وہ اتنا عہد بھی نہیں کر سکتے تو پھر جماعت میں شامل ہونے کا کیا فائدہ؟ نہایت درجہ کا بخیل اگر ایک کوڑی بھی روزانہ اپنے مال میں سے چندے کے لئے الگ کرے تو وہ بھی بہت کچھ دے سکتا ہے۔ایک ایک قطرہ سے دریا بن جاتا ہے۔اگر کوئی چار روٹی کھاتا ہے تو اسے چاہئے کہ ایک روٹی کی مقدار اس میں سے اس سلسلہ کے لئے الگ رکھے اور نفس کو عادت ڈالے کہ ایسے کاموں کے لئے اسی طرح سے نکالا کرے......“۔

(البدر، جلد ۲ نمبر ۲۶۔ صفحہ ۲۰۲۔ بتاریخ ۱۷/جولائی ۱۹۰۳ء)

پھر آپ اپنی ایک رؤیا اور ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”رؤیا دیکھا کہ ایک دیوار پر ایک مرغی ہے۔وہ کچھ بولتی ہے۔سب فقرات یاد نہیں رہے مگر آخری فقرہ جو یاد رہا یہ تھا:

اِنْ کُنْتُمْ مُسْلِمِیْنَ۔ اگر تم مسلمان ہو۔اس کے بعد بیداری ہوئی۔یہ خیال تھا کہ مرغی نے یہ کیا الفاظ بولے ہیں۔پھر الہام ہوا: اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ مُسْلِمِیْنَ۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔اگر تم مسلمان ہو۔فرمایا کہ مرغی کا خطاب اور الہام کا خطاب ہر دو جماعت کی طرف تھے۔دونوں فقروں میں ہماری جماعت مخاطب ہے۔چونکہ آجکل روپیہ کی ضرورت ہے۔لنگر میں بھی خرچ بہت ہے اور عمارت پر بھی بہت خرچ ہو رہا ہے اس واسطے جماعت کو چاہئے کہ اس حکم پر توجہ کریں۔

پھر فرمایا کہ: مرغی اپنے عمل سے دکھاتی ہے کہ کس طرح انفاق فی سبیل اللہ کرنا چاہئے کیونکہ وہ انسان کی خاطر اپنی ساری جان قربان کرتی ہے اور انسان کے واسطے ذبح کی جاتی ہے۔اسی

طرح مرغی نہایت محنت اور مشقت کے ساتھ ہر روز انسان کے واسطے انڈا دیتی ہے۔

ایسا ہی ایک پرند کی مہمان نوازی پر ایک حکایت ہے کہ دو پرندے تھے۔ درخت پر ان کا گھونسلہ تھا۔ درخت کے نیچے ایک مسافر کو رات آ گئی۔ جنگل کا ویرانہ اور سردی کا موسم۔ درخت کے اوپر ایک پرند کا آشیانہ تھا۔ نر اور مادہ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ یہ غریب الوطن آج ہمارا مہمان ہے اور سردی زدہ ہے۔ اس کے واسطے ہم کیا کریں؟ سوچ کر ان میں یہ صلاح قرار پائی کہ ہم اپنا آشیانہ توڑ کر نیچے پھینک دیں اور وہ اس کو جلا کر آگ تاپے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ یہ بھوکا ہے۔ اس کے واسطے کیا دعوت تیار کی جائے۔ اور تو کوئی چیز موجود نہ تھی۔ ان دونوں نے اپنے آپ کو نیچے اس آگ میں گرا دیا تا کہ ان کے گوشت کا کباب ان کے مہمان کے واسطے رات کا کھانا ہو جائے۔ اس طرح انہوں نے مہمان نوازی کی ایک نظیر قائم کی۔

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: سو ہماری جماعت کے مومنین اگر ہماری آواز کو نہیں سنتے تو اس مرغی کی آواز کو سنیں۔ مگر سب برابر نہیں۔ کتنے مخلص ایسے ہیں کہ اپنی طاقت سے زیادہ خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ خدائے تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔"

(ملفوظات جلد ٤ صفحہ ٥٨٣،٥٨٢ بدر ٨/ دسمبر ١٩٠٥ء)

اب بھی جن لوگوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر مالی قربانیوں میں حصہ لیا ہے اور لے رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بنائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا تعالیٰ سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس

جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس کی خدمت بجا لائے گی۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یہ خیال کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔ میں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرہ محتاج نہیں۔ ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقعہ دیتا ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۴۹۷، ۴۹۸)

اللہ نہ کرے کہ ہم میں سے ایک بھی ایسی سوچ والا ہو جو سچائی کی روشنی پا کر پھر اندھیروں میں بھٹکنے والا ہو اور گمراہی کی موت مرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے۔

اب گزشتہ سال کے دوران وقف جدید کی مالی قربانیوں کا جائزہ پیش کرتا ہوں۔ مختصر تعارف تو شروع میں وقف جدید کا کروا دیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۸۵ء میں اس کو تمام ممالک کے لئے جاری فرمایا اس وقت سے ملکوں کا بھی مقابلہ شروع ہوا ہوا ہے۔ اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۲۴ ممالک اس تحریک میں شامل ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ اور جیسا کہ مَیں نے پہلے بتایا کہ ۳۱؍دسمبر ۲۰۰۳ء کو وقف جدید کا چھیالیسواں سال ختم ہوا تھا اور یکم جنوری سے سینتالیسواں سال شروع ہو چکا ہے۔ تو گزشتہ سال کے جو اعداد و شمار ہیں ان کے مطابق وقف جدید کی مد میں کل وصولی ۱۸ لاکھ ۸۰ ہزار پاؤنڈ ہے اور یہ وصولی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۳ لاکھ ۰۷ ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے گزشتہ سال کی نسبت۔ الحمد للہ۔ اور وقف جدید میں شامل ہونے والے مخلصین کی تعداد بھی

۴لاکھ ۸ ہزار تک پہنچ چکی ہے اور گزشتہ سال کی نسبت ۲۸ ہزار افراد زیادہ شامل ہوئے ہیں۔ الحمدللہ۔

گزشتہ سال میں یعنی ۲۴ ویں سال میں وقف جدید میں دنیا بھر کی جماعتوں میں جماعت امریکہ سب سے آگے رہی ہے۔ اس طرح امریکہ اوّل ہے، پاکستان دوسرے نمبر پہ۔ لیکن گزشتہ سال پاکستان اول تھا اور امریکہ دوسرے نمبر پر تھا اور اس سے ایک سال پہلے بھی امریکہ نمبر ایک تھا اور پاکستان نمبر دو تھا۔ یہ مقابلہ بڑا آپس میں چل رہا ہے دونوں کا۔ لیکن امسال امریکہ نے بہت بڑی Lead دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قائم رکھے۔ امسال انہوں نے قریباً گزشتہ سال کی نسبت ۷۰ فیصد زائد وصولی کی ہے۔ لیکن بہر حال پاکستان ایک غریب ملک ہے اس کے مقابلہ میں اور اس لحاظ سے انہوں نے بھی ترقی کی ہے ۱۲ فیصد وصولی زائد ہوئی ہے۔ جبکہ دو سالوں سے یعنی پچھلے سال بھی انگلستان کی جماعت تیسرے نمبر پر تھی اور امسال بھی تیسرے نمبر پر ہی آئی ہے۔ انہوں نے اسے Maintain رکھا ہوا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اور قدم بڑھانے کی توفیق دے۔

تو اب مجموعی طور پر پہلی دس جماعتیں جو ہیں دنیا کی ان میں (۱) امریکہ، (۲) پاکستان، (۳) برطانیہ، (۴) جرمنی، (۵) کینیڈا، (حالانکہ کینیڈا کی جماعتیں کوشش کریں تو یہ اپنی پوزیشن بہت بہتر کر سکتی ہیں)۔ (۶) بھارت، (۷) انڈونیشیا، (۸) بلجیم، (۹) سوئٹزرلینڈ اور (۱۰) آسٹریلیا۔

اب چندہ دینے کے لحاظ سے بھی امریکہ کی پہلی پوزیشن ہی ہے اور جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے کہ باقی جماعتوں کو کافی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ ان کی توجہ اب مساجد کی تعمیر کی طرف بھی ہوئی ہے۔ اور امریکہ کے ماحول میں مخلصین جماعت میں جو نیکیوں اور قربانیوں میں سبقت لے جانے کی روح پیدا ہوئی ہے خدا کرے کہ یہ قائم رہے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے ان کے سر اللہ تعالیٰ کے حضور اور اس کے آستانے پر جھکے رہیں اور یہ قدم جو آگے بڑھا ہے پیچھے نہ ہٹے۔

امریکہ کی جماعتوں میں بھی، بتا دیتا ہوں بعض دفعہ جماعتوں کو بھی شوق ہوتا ہے کہ ہمارا بھی ذکر ہو جائے۔ تو امریکہ کی جماعتوں میں Silicon Valley اول ہے، لاس اینجلیس دوم اور

میری لینڈ نے تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

پھر پاکستان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۶ء میں اطفال کے سپرد بھی وقف جدید کا کام کیا تھا کہ وہ بھی چندہ دیا کریں۔ اور اس وقت سے دفتر اطفال علیحدہ چل رہا ہے وقف جدید میں۔ تو ان کا علیحدہ علیحدہ موازنہ بھی پیش کر دیتا ہوں۔ بالغان یعنی بڑوں میں پہلی پوزیشن لاہور کی ہے، اور دوسری کراچی کی اور تیسری ربوہ کی۔ اور اطفال میں اول کراچی، دوم لاہور اور سوئم ربوہ۔

اسی طرح اضلاع کی جو قربانیاں ہیں ان میں پاکستان کے اضلاع میں پہلا نمبر ہے اسلام آباد کا، دوسرا راولپنڈی کا، راولپنڈی کا مجموعی قربانیوں کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت تیزی سے قدم آگے بڑھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ برکت ڈالے اور یہ قدم بڑھتا چلا جائے۔ پھر تیسرے نمبر پر سیالکوٹ ہے، چوتھے پر فیصل آباد، پانچویں پر گوجرانوالہ، چھٹے پر میر پور خاص، ساتویں پر شیخوپورہ، آٹھویں پر سرگودھا، نویں پر گجرات اور دسویں پر بہاولنگر۔

اسی طرح دفتر اطفال میں اضلاع میں اسلام آباد نمبر ایک پر، سیالکوٹ نمبر دو پر، گوجرانوالہ نمبر تین پر، فیصل آباد نمبر چار پر، راولپنڈی نمبر پانچ پر، شیخوپورہ نمبر چھ پر، میر پور خاص نمبر سات پر، سرگودھا نمبر آٹھ پر، نارووال نمبر نو اور بہاولنگر نمبر دس۔

اللہ تعالیٰ ان سب قربانی کرنے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکتیں نازل فرمائے اور مالی قربانیوں کے میدان میں آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں۔ اس کے ساتھ ہی مَیں وقف جدید کے سینتالیسویں سال کا اعلان کرتا ہوں۔

اس کے علاوہ آج ایم ٹی اے کے بارہ میں بھی کچھ بتانا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ پروگراموں سے سب کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ ۷؍ جنوری کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی باقاعدہ نشریات کو شروع ہوئے دس سال پورے ہو گئے ہیں۔ تو اس عرصہ میں والنٹیئرز نے اس کام کو خوب چلایا ہے اور دنیا حیران ہوتی ہے کہ یہ سب کام رضا کارانہ طور پر بغیر کسی باقاعدہ ٹریننگ

کے کس طرح ہوتا ہے لیکن جو خلوص اور جذبہ اور وفا اور لگن ان ناتجربہ کار لوگوں میں ہے ان دنیاداروں کو کیا پتہ کہ ہزاروں پاؤنڈ خرچ کر کے بھی تم نہیں خرید سکتے۔ اس کے لئے تو یہ عہد چاہئے کہ مَیں جان، مال، عزت اور وقت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا۔ تو یہ تو وہ پیارے لوگ ہیں، وفاؤں کے پتلے ہیں جو نہ دن دیکھتے ہیں نہ رات۔ ان میں لڑکے بھی ہیں، خواتین بھی ہیں، لڑکیاں بھی ہیں، مرد بھی ہیں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء بھی ہیں اور اپنی ذاتی ملازمتوں اور کام کرنے والے لوگ بھی ہیں جو اپنی رخصتیں بھی ایم ٹی اے کے لئے قربان کرتے ہیں اور اس بات سے خوش ہیں کہ ان کو اپنے وفا کے عہد کو نبھانے کی توفیق مل رہی ہے۔ ان میں سے بہت سوں میں وہ روح بھی ہے جس کی مثال میں نے پہلے دی تھی کہ کیوں ساٹھ روپے اپنی جیب سے خرچ کئے اور ہمیں قربانی کا موقعہ کیوں نہ دیا۔ ان میں سے کچھ تو ہمیں سامنے نظر آ جاتے ہیں جیسے کیمرہ مین ہیں جو اس وقت بھی آپ کو نظر آ رہے ہیں اور خطبے کو آپ تک پہنچا رہے ہیں۔ بہت سے ایسے بھی ہیں جو پیچھے رہ کر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اور پروگرام بنا رہے ہیں کچھ ان میں سے ایڈیٹنگ وغیرہ کر رہے ہیں، کچھ ریکارڈنگ کر رہے ہیں۔ ایک چھوٹے سے کمرے میں بیٹھے ہوئے ان نشریات کو پوری دنیا تک پہنچا رہے ہیں۔ تو یہ تو یہاں کی مرکزی ٹیم کے لوگ ہیں۔

پھر مختلف ممالک میں پروگرام بنانے والے ہیں۔ مختلف ممالک کو اس موقع پر فائدہ اٹھاتے ہوئے، جماعتوں کو یہ بھی کہہ دوں کو جس طرح جماعتوں کی طرف سے پروگرام بن کے آنے چاہئے تھے اس طرح نہیں آ رہے۔ افریقن ممالک سے بہت کم ہیں پروگرام۔ یورپ سے اس طرح نہیں جس طرح آنے چاہئیں۔ ایشیا کے بہت سے ممالک ہیں جہاں مختلف پروگرام بن سکتے ہیں، ڈاکومینٹریز بن سکتی ہیں۔ وہاں کے اور بہت سارے پروگرام ہیں اور ان ملکوں میں جو اس چیز کے ماہرین ہیں بہت سی جگہوں پر ایسے لوگ ہیں جو احمدیوں کے واقف ہیں یا بعض جگہوں پر احمدی خود ہیں، ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے، ان سے مشورہ کیا جا سکتا ہے، پروگراموں میں جدت پیدا کی

جا سکتی ہے، نئے نئے پروگرام بنائے جا سکتے ہیں۔ مختلف نوع کے پروگرام بنانے چاہئیں۔ تو یہاں لندن کی ٹیم جس طرح کام کرتی ہے، اگر دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی اسی طرح، اس کے علاوہ امریکہ میں بھی ٹیم ہے جو کام کر رہی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے، آگے پہنچانے کی حد تک، پروگرام بنانے کی حد تک نہیں۔ تو اگر دنیا کے دوسرے ممالک بھی باقاعدہ کام شروع کر دیں تو عین ممکن ہے کہ ہمارے پاس وقت کم ہو اور کام زیادہ ہوں۔

بہرحال یہ کام تو انشاء اللہ تعالیٰ بڑھے گا اور بڑھنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی منشاء اور مرضی اسی میں ہے۔ اور یہ کام اللہ تعالیٰ نے اُس خلیفۃ المسیح رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور میں شروع کروایا جس کے منہ سے یہ الفاظ بھی نکلوائے کہ

ساتھ میرے ہے تائید ربّ الوریٰ

اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ تائید ربّ الوریٰ ہمیشہ کی طرح جماعت کے ساتھ رہے گی اور یہ خدا کا وعدہ ہے جو ہمیشہ پورا ہونا ہے۔ یہ خدا کا وعدہ اپنے پیارے مسیح الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے ہے کہ 'مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'۔ تو اب اللہ تعالیٰ نے یہ کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ فرمایا کہ مَیں نے یہ کام کرنا ہے تم لوگوں نے تو صرف ہاتھ لگا کر ثواب کمانا ہے۔ وہی لہو لگا کر شہیدوں میں داخل ہونے والی بات ہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تائید کے یہی نظارے ہم ہر وقت دیکھ رہے ہیں اور ایم ٹی اے ذریعہ سے دنیا کے کناروں تک اب یہ پیغام پہنچ رہا ہے۔ اور جو کمی رہ گئی تھی وہ Asia Sat 3 کے ذریعہ سے پوری ہو رہی ہے۔ پہلے ایشیا میں کم تھا پہلے امریکہ میں بھی اسی طرح۔ پروگرام جن جگہوں پر نہیں پہنچ رہے تھے یا اتنے اچھے سگنل نہیں تھے۔ گزشتہ دنوں امریکہ میں جو طوفان آیا ہے اس سے وہاں کا سیٹلائٹ جس کے ساتھ ہمارا تعلق تھا اس کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ اور چند دن پروگرام نہیں آتے رہے۔ اس کے بعد اس کمپنی نے تو کہہ دیا کہ ہم اس کام کو نہیں چلا سکتے آپ کہیں اور بات کر دیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا نیا معاہدہ ایسی کمپنی کے ساتھ ہوا جن کا پھیلاؤ اس سے زیادہ تھا جو پہلے سیٹلائٹ کا تھا اور ان کے سگنل بھی زیادہ مضبوط

تھے۔اور پھر یہ کہ جو خرچ پہلے ہو رہا تھا اس سے کم خرچ پر معاہدہ ہوا۔تو یہاں تو وہی مثال صادق آتی ہے' کُبے کو لات راس آ گئی' کہ ٹھیک ہے چار دن کی تکلیف تو برداشت کرنی پڑی ہے لیکن اس سے ہمارے خرچ میں بھی کمی آئی اور پھیلاؤ میں بھی زیادتی ہوئی۔تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہماری پردہ پوشی فرماتا رہے اور تائید و نصرت فرماتا چلا جائے۔ایم ٹی اے کے کارکنان جو ہیں یہ اپنے لئے بھی دعا کریں اور جماعت بھی ان کے لئے دعا کرے کہ خدا تعالیٰ ان کو خدمت کا موقع دیتا رہے اور ان کے کام کو مزید جلا بخشے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت محنت اور لگن سے کام کر رہے ہیں۔اور مرکزی ٹیم میں مختلف قوموں کے لوگ ہیں۔عرب بھی ہیں، بوزنین بھی ہیں، دوسرے یورپ کے لوگ بھی ہیں، پاکستانی قومیت کے لوگ جو یہاں آباد ہوئے ہوئے ہیں وہ بھی ہیں، افریقن بھی ہیں۔تو اس طرح ہر قوم کے لوگ اسی خدمت کے جذبے سے کام کر رہے ہیں۔

ایک فکرمندی والی خبر بھی ہے۔بنگلہ دیش میں گزشتہ کچھ عرصہ سے مولویوں نے جماعت کے خلاف فتنہ برپا کیا ہوا تھا اور مساجد پر حملہ وغیرہ بھی ہو رہے تھے۔اسی طرح رمضان میں ایک احمدی کو شہید بھی کر دیا۔اب لگتا ہے کہ حکومت بھی ان مولویوں کا ساتھ دینے پر تلی ہوئی ہے اور احمدیوں کے خلاف کچھ قانون پاس کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ تمام احمدیوں کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ثبات قدم عطا فرمائے اور دشمنوں کی تدبیر انہی پر لوٹا دے۔اے اللہ! تو نے کبھی ہمارا ساتھ نہیں چھوڑا۔آج بھی ہمیں اپنی تائید و نصرت کے نظارے دکھا۔بنگلہ دیش کے احمدیوں کے لئے یہ پیغام ہے کہ صبر، حوصلہ اور دعا سے کام لیں۔ہمارا سہارا صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔اس کے حضور جھک جائیں اور جھکے رہیں۔یہاں تک کہ اس کی تائید و نصرت کے نظارے نظر آنے شروع ہو جائیں۔اللہ تعالیٰ ابتلا کا یہ دور لمبا نہ کرے اور دشمنوں کی جلد از جلد پکڑ کرے۔وہاں کی حکومت کو بھی چاہئے کہ ہمسایوں سے سبق لیں اور جو ان کے کام ہیں حکومت چلانے کے وہ چلائیں۔کسی کے مذہب میں دخل اندازی نہ کریں۔ان کو بھی اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ڈرنا چاہئے۔

☆☆☆☆☆